دیکھتا ہوں مگر سوچتا ہوں میں کیا دیکھتا ہوں
پسِ پردہ لمہات کو بھی دیکھتا ہوں

تو عیاں کرتا ہے بے بس حقیقتوں کا جواز
مگر میں اپنا بکھرا ہوا خیال دیکھتا ہوں

ہر لمحۂ حال مستقبل کے لیے قربتِ بالائے طاق
کدورتِ ماضی کو عجب حال میں ناچتا دیکھتا ہوں

ہو تو گیا ہے تیرا جسم ہم نما تے اہلِ مغرب
ان کے ذہن و فکر کی شناسائی طریقہ معلومات دیکھتا ہوں

حرکتِ زماں شجرِ تغیریاتِ احساسات کا زخیم تنا
جنبشِ زباں کو اس جنگل کا آفتاب دیکھتا ہوں

سفرِ انساں کی ابتدا ہوئی ہوسِ آسائش زندگی سے
گزرتے لمحوں کو معراجِ پژمردہ بھانت بھانت دیکھتا ہوں

ابتدا ہوئی تیری روتے ہوئے اور اختتام بھی رنج پہ
اس مقدارِ خفیفی مرکزی کو اندراج مسرور دیکھتا ہوں

تکمیلِ انساں، قوتِ مسلماں، فرحتِ ملت اور جستجوئے قوم
اِن چاروں پیرھن اوڑھے شخص کو دانائے رموز کم دیکھتا ہوں

فشارِ مناظرِ قدرت ہیں تیرے سامنے کہاں ہوا تو صقیم
اپنی پختہ سی خام خیالی کو عجب مخمصہ زندگی دیکھتا ہوں

جنگل کے باسی

مقیمِ مقیم

پتہ تو ہے ذہن ہوتے ہیں ہم انسانوں کے
پتہ یہ بھی ہے سوچتے ہیں برعکس حیوانوں کے
استعمالِ زباں شہر کی ، انتقام بھی عجیب
کیا ایسے ہی ہیں اَطوار اُن باسیانِ جنگل کے

Human perception works so different
Than the minds of wild brutes of forest
Revenge fills our hearts, venom lies on tongues
Unaware of such traits are denizens of jungle

Translation/Transcreation: Khalid Rahman

تذلیلِ انساں

مقیمِ مقیم

آسائش کی ضرورت ہے شاید عابد کیلئے
رونمائی کی ضرورت ہے شاید زاہد کیلئے
تکبّرِ دِین، تلخ زباں، پیکرِ تذلیل انساں
روّیہ عجیب اِن بندوں کا اُس کی بندگی کیلئے

Translation: Akif Syed

Shame

Worldly comforts required, perhaps, for the devout and pious

False demonstration required, perhaps, even for the ascetics

Religiously haughty, bitter mouthed, pinnacle of human infamy

Strange their attitude even in prostrated devotion to the Divine

پھر وہی صبح

نمودِ وجود میرا مدہوشِ فکرِ خودی میں
تلاشِ آئینہ ہوا یہ ناتواں بستیِ اغیار میں
عشقِ میں نے کہیں کا نہ چھوڑا اس طرح مجھے
ہر لحظِ فکر ہے میری آج و کل کی جکڑ میں
مقیمِ مقیم

یادِ ماضی

مقیمؔ

غرق جو ہوا میں ان یادِ ماضی کے بھنور میں
تسلسلِ خیالات ہوں جیسے دبیز کہر میں
تمنا ہی رہی میری کاش سمیٹ لوں ان کو یوں
فکر مانندِ کائنات ہے اور یاد کسی بہر میں

پرستشِ گماں

مقیمِ مقیمؔ

ہر قدم ہے جانب، قفلِ ذہنِ انساں
ہر نظر ہے مدحوش، محورِ پرستاں
تجسسِ میں نے پریشاں کیا مجھ کو یوں
ہر لحظہ بن گیا ہے بیدارِ پرستشِ گماں

ڈائریا

مقیمِ مقیم

جب چھل چھلا گئے خُوب تمام اعضاءِ دفع
پوچھتے ہو تب گئے ہو تم وہاں کتنی دفعہ
گنتی تو یاد نہیں یاد ہے ضرور شور و غل غپاء
خاموشی تھی وہاں شاید ایک دفعہ یا دو دفعہ

مرکباتِ کون وفنا

مقیمِ مقیمؔ

جا پوچھ اپنی 'میں' سے کہ میں کہاں ہوا ہوں
میں یہاں ہوں، یا صرف یہاں کا گماں ہوا ہوں
تبخیرِ شعور کی سنی جو صدا مملکتِ لامکاں سے
میں یہاں بظاہر ہوں مگر، مرکباتِ کون و فنا ہوا ہوں